تاثرات

جون ۱۹۶۷ء کی چند روزہ جنگ میں عربوں کو تباہ کن شکست ہوئی اور مصر، شام اور اردن کے وسیع علاقوں پر، جو دفاعی، اقتصادی اور مذہبی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں، اسرائیل نے قبضہ کر لیا اور ان کو واپس دینے سے انکار کر دیا۔ اسرائیل کی اس جارحانہ روش کا لازمی نتیجہ اکتوبر ۱۹۷۳ء کی جنگ کی صورت میں نکلا جس میں اگرچہ عربوں نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں لیکن مقبوضہ عرب علاقوں پر اسرائیل کا قبضہ برقرار رہا اور یہ صورت حال نہ صرف عربوں اور اسلامی دنیا کے لیے بلکہ امن عالم کے لیے بھی مستقل خطرہ بنی رہی۔

مقبوضہ عرب علاقوں میں فلسطین کا وہ حصہ بھی شامل ہے جو ۱۹۶۷ء کی جنگ سے پہلے مملکت اردن کا حصہ تھا۔ اس علاقہ میں بیت المقدس اور الخلیل نہایت قدیم تاریخی شہر ہیں جن کو مسلمان مسجد اقصیٰ اور مسجد ابراہیمی کی وجہ سے تقدس و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو یہودیوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرانا اسلامی دنیا کا مشترک مسئلہ اور ایک اہم ترین فرض تصور کرتے ہیں۔

بیت المقدس پر قابض ہو جانے کے بعد یہودیوں نے اسلامی عہد کے آثار کو مٹا کر اسے ایک یہودی شہر بنانے کی تدبیریں اختیار کیں اور مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کے منصوبے کو عملی شکل دینے کے لیے اگست ۱۹۶۹ء میں مسجد اقصیٰ کو جلا دینے کی ناپاک کوشش کی۔ اس واقعہ نے ساری دنیا کے مسلمانوں میں شدید ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا اور مراکش کے دارالسلطنت رباط میں اسلامی ممالک کے سربراہوں کی پہلی کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں یہودیوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے اسلامی ممالک کی تنظیم قائم کرنے اور بین الاسلامی اتحاد کو فروغ دینے کی دوسری مؤثر تدابیر اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مقدس مقامات کے بارے میں اسرائیل کی روش اس قدر جارحانہ اور اشتعال انگیز تھی کہ اس کی روک تھام کے لیے ۱۹۶۷ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بھی دو قراردادیں منظور کیں،

جن میں اسرائیل سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ بیت المقدس کی ہیئت تبدیل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور ۱۹۶۸ء، ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۱ء میں سلامتی کونسل کی منظور کردہ قراردادوں میں بھی مقدس مقامات میں ناجائز اور جارحانہ تبدیلیوں کے خلاف تنبیہ کی گئی مگر اسرائیل کے طرزِ عمل میں فرق نہ آیا اور مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کرنے کے بعد اب اس نے ایک اور ناپاک جسارت کی ہے اور حرم ابراہیمی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے وہ حصہ جس میں پیغمبروں کے مزار ہیں یہودیوں کے حوالے کر دیا ہے اور ان میں مسلمانوں کا داخلہ بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

حرم ابراہیمی فلسطین کے قدیم شہر حبران میں، جسے عرب الخلیل کہتے ہیں، واقع ہے۔ اس کی مستحکم فصیل نما دیواریں تو ہیروڈوٹس کے عہد کی ہیں لیکن اس میں جو مقبرے، مسجد، مینارہ اور دوسری عمارتیں ہیں وہ سب مسلمانوں کی تعمیر کردہ ہیں۔ ان کا تعلق اموی، عباسی اور فاطمی خلفاء کے عہد سے ہے۔ صلیبی جنگوں کی تباہ کاری کے بعد ان کی مرمت و آرائش پر سلطان صلاح الدین ایوبی نے خاص توجہ کی، اور اس کے بعد بھی مسلمان حکمران اپنا یہ فرض انجام دیتے رہے۔

حرم کے جنوبی حصہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کے مقبرے ہیں۔ پھر مسقف مسجد کے شمالی ہال میں حضرت یعقوب اور حضرت لیہ، اور مرکزی ہال سے متصل محراب و منبر کے روبرو حضرت اسحٰق و حضرت رابعہ کے مزار ہیں، اور اب تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو مرکزی ہال کا وہ حصہ دیا گیا ہے جہاں محراب و منبر ہیں اور وہاں تک رسائی کے لیے ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ باقی تمام حصے اور صدر دروازے یہودیوں کو ملے ہیں۔

حرم ابراہیمی کی یہ تقسیم ایک ایسی خطرناک چال ہے جو حرم قدس کی تقسیم اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا پیش خیمہ بن سکتی ہے اور یہودیوں کی اس ناپاک سازش اور تباہ کن عزائم کو ناکام بنانے کے لیے شدید جدوجہد اور موثر ترین عملی اقدامات کرنا نہایت ضروری ہے۔

(رزاقی)

ارشاداتِ قائداعظمؒ

پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے ۔ یہ ہمیشہ قائم رہے گا اور اپنا وہ عظیم کردار ادا کرتا رہے گا جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے ۔

پاکستان کی سرزمین میں زبردست خزانے چھپے ہوئے ہیں مگر اس کو ایک ایسا ملک بنانے کے لیے جو ایک مسلمان قوم کے شایانِ شان ہو ہمیں اپنی قوت اور محنت کے زبردست ذخائر کا ایک ایک ذرہ صرف کرنا اور اس کی تعمیر میں دل وجان سے حصہ لینا ہوگا ۔

اگر ہم مملکتِ پاکستان کو خوش حال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ تمام لوگوں اور بالخصوص غریب طبقوں کی فلاح وبہبود پر مرتکز کرنا لازمی ہے ۔

آپ کو اپنے صوبے کی محبت اور اپنے ملک کی محبت کے درمیان امتیاز کرنا چاہیے ۔ ملک کی محبت اور مملکت کی طرف سے عائد کردہ فرائض ہمیں ایک ایسی سطح پر لے جاتے ہیں جو صوبائی محبت سے بالاتر اور ماورا ہے ۔

کشمیر سیاسی اور فوجی اعتبار سے پاکستان کی شہ رگ ہے ۔ کوئی خوددار ملک اور قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اپنی شہ رگ کو دشمن کی تلوار کے حوالے کر دے ۔

آپ ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ حیرت انگیز طور پر بلند کردار، بلند حوصلہ، بہادر، اور اولو العزم ہستیوں سے بھری پڑی ہے ۔ اپنی ملی روایات کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیجیے اور اپنی تاریخ میں شان وشوکت کے ایک اور باب کا اضافہ کیجیے ۔